محمود احمد چانڈیو

اچانک آپ کی آنکھ کھلے اور آپ کو اپنا جسم زیادہ صحت مند، تند دراز مخصوص ہو اور جسم پر قدیم دور کا لباس نظر آئے تو آپ کے تاثرات کیا ہوں گے؟ خاصے طویل عرصے کے بعد ایک انتہائی پُراسرار اور دلچسپ کہانی پیش کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر احسن نے محسوس کیا کہ ارمان خوفزدہ ہے۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی زردی اور اس کی آنکھوں میں وحشت اور سراسیمگی کے نمایاں آثار احسن سے چھپے نہ رہ سکے۔ وہ اس وقت ساحل افریقہ پر واقع ایک قدیم پہاڑی کے ڈھلوان پر کھڑے تھے جہاں آثار قدیمہ کی تلاش میں کی جانے والی کھدائی کے بے شمار اونچے نیچے گڑھے ایک کھنڈر کا سماں پیش کر رہے تھے ——— اور افریقہ کے جلتے ہوئے سورج کی شعاعیں غروب کے وقت بھی چنگاریوں کی طرح بدن میں چبھ رہی تھیں۔

"احسن ——— میں سوچتی ہوں کہ کاش ہم نے اس کارتیزی کھنڈر کے بارے میں کبھی نہ سنا ہوتا۔" ارمان نے کہا۔ "اس جگہ نہ جانے کیوں مجھ پر عجیب سی وحشت طاری ہونے لگتی ہے۔"

دراز قد ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر احسن نے غور سے ارمان کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے ارمان؟ پہلے تو کبھی تم ایسے کھنڈروں سے خوفزدہ نہیں ہوتی تھیں۔"

"دو دن پہلے میں اس علاقہ کی تاریخ پڑھ رہی تھی ——— اہل روما نے جب کارتیز کو تباہ و برباد کر لیا تو اسے سراپ دیا تھا۔" ارمان نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔ "احسن ——— نہ جانے کیوں مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان کھنڈرات کی کھدائی سے ہم پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے ——— جیسے مجھ میں کوئی تبدیلی ہو رہی ہے ——— جیسے میرا پورا وجود کوئی جھنجھوڑے ڈال رہا ہے۔" اس نے احسن کا سہارا لیا تو پتے کی طرح لرز رہی تھی۔

ارمان بے حد حسین تھی۔ پہاڑی کی اس ویران چوٹی پر کھڑی ہوئی وہ اس وقت قلوپطرہ کی طرح باوقار نظر آ رہی تھی۔ اس کے لانبے سنہرے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے ——— نیلی اور جھیل کی طرح گہری آنکھیں سامنے ہونے والی کھدائی پر جمی ہوئی تھیں ——— اس کا قد دراز تھا جسم شباب کی تازگی اور رعنائیوں سے بھرا ہوا۔ شانے چوڑے اور سینہ جوانی کے حسین گداز سے بھرپور تھا۔

وہ اس وقت اپنے باپ کے معاون ڈاکٹر احسن کے ساتھ ایک سرسبز و شاداب پہاڑی ڈھلوان پر کھڑی ہوئی تھی۔ ان سے کچھ فاصلے پر ایک بیرک نما سفید عمارت نظر آ رہی تھی جو دنیا کے آثار قدیمہ کے ماہرین کی اس ٹیم کا ہیڈ کوارٹر تھی ——— پروفیسر شیرازی کا شمار دنیا کے ممتاز ترین ماہرین آثار قدیمہ میں ہوتا تھا اور وہ اس وقت برطانیہ کے آثار قدیمہ کے تحقیقی ادارے کے سربراہ پروفیسر میکفرسن کے ہمراہ ساحل افریقہ پر کارتیزی دور حکومت کے آثار قدیمہ کی تلاش میں یہاں مقیم تھے ——— ارمان ان کی اکلوتی بیٹی تھی اور وہ اس کو بے حد چاہتے تھے۔ بیوی کی موت کے بعد سے پروفیسر شیرازی ایک لمحہ کے لیے بھی ارمان کو اپنے پاس سے جدا نہیں کرتے تھے۔

اس وقت وہ جس پہاڑ کے دامن میں کھدائی کر رہے تھے وہ خلیج تیونس میں واقع تھی۔ سفید عبا پہنے ہوئے بہت سے سیاہ فام عرب مزدور پہاڑی پر کھدائی میں مصروف تھے۔ سامنے دور تک نیلا سمندر پھیلا ہوا تھا ——— ساحل پر دور تک سرسبز پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

صدیوں پہلے اسی جگہ کارتیز کا عظیم الشان شہر آباد تھا۔ شہر پناہ کی بلند اور مضبوط پتھروں کی دیوار اس پہاڑی پر واقع شہر کے گرد پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ظالم ملکہ شہر کی حکمران تھی۔ کارتیزی تہذیب پر مذہب کی حکمرانی تھی۔ یہیں کہیں وہ عظیم الشان مندر واقع تھا جس کی چہار دیواریوں میں ظلم و بربریت کے قصے پروان چڑھے جس کی حسین اور نوجوان پجارنوں کی شہوانی تسکین مذہب کی آڑ میں ہوتی اور جس کی بڑی پجارن کے حکم پر ہر ایک کو سر تسلیم خم کرنا ضروری ہوتا۔ کارتیزی تہذیب ایک ظالمانہ اور وحشیانہ دور حکومت کی یادگار تھی۔ اور بالآخر رومن فوجوں نے حملہ کر کے اس تہذیب اور اس شہر کو تاراج اور نیست و نابود کر دیا۔

ڈاکٹر احسن اس تہذیب کے آثار قدیمہ کی تلاش میں کھدائی کرنے والے ماہرین کی ٹیم کا ایک رکن تھا اور ارمان سے اس کی محبت کا راز کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔

"تم کو یہ وحشت پہلے تو کبھی نہیں ہوئی تھی ارمان؟" اُس نے فکرمند لہجے میں ارمان کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا ——— ارمان کی آنکھوں میں خوف و دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"احسن مجھے خود نہیں معلوم کہ اس کا سبب کیا ہے۔" ارمان نے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے کہا ——— "بس یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے وجود پر کوئی چیز حاوی ہو رہی ہو ——— جیسے مجھے کچھ ہونے والا ہے ——— دو راتوں سے میں بڑے بھیانک خواب دیکھ رہی ہوں جس میں کوئی انجانی قوّت مجھے اپنے جسم سے علیحدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے ——— میں جانتی ہوں کہ یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہے ——— لیکن میں اس شدّت سے یہ محسوس کرتی ہوں کہ دم گھٹنے لگتا ہے۔" ارمان نے آہستہ سے قہقہہ لگایا۔

"بات بڑی عجیب سی ہے ——— اور کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے احسن ——— لیکن کوئی انجانی قوّت پوری شدّت کے ساتھ مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں اپنا جسم چھوڑ دوں ——— اور پھر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں واقعی اپنا جسم چھوڑ رہی ہوں ——— اسی کشمکش میں آنکھ کھل جاتی ہے ——— اوہ بڑا بھیانک خواب ہوتا ہے۔"

احسن اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ارمان ذہنی طور پر بالکل صحت مند ہے۔

"ڈراؤنے خواب سے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ارمان۔" اُس نے ارمان کے ہاتھوں کو دباتے ہوئے یقین دلایا۔

"یہ صرف اس ماحول کے نفسیاتی اثر کا نتیجہ ہے۔ ہم ایک ایسی تہذیب کے آثار کی تلاش کر رہے ہیں جو ظلم اور بربریت کے واقعات

سے بھری ہوئی تھی۔ یہاں تشدد اور بربریت کے ذریعہ ہزاروں افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے تھے۔ تم نے ان واقعات کا مطالعہ کیا ہے —— اس کا اثر ذہن پر پڑنا قدرتی بات ہے۔"

"کچھ بھی ہو مجھے ایسے بھیانک خواب پسند نہیں ہیں۔" ارمان نے کہا —— "میرا دل چاہتا ہے کاش ڈیڈی اس بھیانک جگہ کی کھدائی نہ کرواتے اور جلد از جلد اس وحشت ناک ماحول سے دور چلے جاتے۔"

"یہ کہاں چلے جانے کا پروگرام بن رہا ہے۔" پروفیسر شیرازی نے اچانک قریب پہنچ کر کہا —— "کیا بات ہے ارمان؟ کیا یہاں سے طبیعت گھبرا گئی ہے؟"

ارمان نے چونک کر دیکھا۔ پروفیسر کے آنے کی آہٹ وہ نہ سن سکی تھی نشیب میں میکفرسن اپنی بھاری آواز میں مزدوروں کو ہدایات دے رہا تھا۔

"جی ہاں ڈیڈی۔" ارمان نے کہا —— "نہ جانے کیوں مجھے اس منحوس جگہ سے وحشت سی ہوتی ہے۔"

پروفیسر ہنس پڑا —— اس نے پیار سے اپنی بیٹی کے شانے تھپتھپائے۔

"ہم صدیوں پرانی کارتیزی تہذیب کے آثار تلاش کر رہے ہیں بیٹی۔" اس نے پیار سے کہا۔ "تم جانتی ہو اس کی تاریخی اہمیت کیا ہے —— اگر ہم کامیاب ہو گئے تو یہ ایک شاندار کارنامہ ہوگا —— —— لیکن اگر واقعی تمہارا دل نہیں لگ رہا ہے تو تم گھر واپس جا سکتی ہو۔"

"اب تک مولک کے مندر کا کوئی آثار تو نہیں ملا سر؟" احسن نے پوچھا۔

"نہیں —— اب تک تو کامیابی نہیں ہوئی ہے۔" پروفیسر شیرازی نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ وحشی رومن فوجوں نے کارتیز کی پوری آبادی کو تباہ کر دیا تھا —— تمام لوگوں کو قتل کر دیا، عمارتوں کو نذر آتش کر دیا اور شاید مندر وغیرہ کی عمارت کو بھی مکمل طور پر زمیں بوس کر کے تاراج کر دیا —— ورنہ دو ماہ کی مکمل کھدائی کے بعد کچھ تو آثار ملتے۔"

اس نے میکفرسن کو اپنی سمت آتے دیکھ کر آواز دی۔

"آرمیک —— ہم ادھر کڈر سے فارغ ہو لیں تو کل کا پروگرام بنائیں گے۔"

وہ سب آہستہ آہستہ ہیڈ کوارٹر کی سفید عمارت کی سمت روانہ ہوئے —— احسن اور ارمان پیچھے تھے۔

"ڈیڈی کو میرے خوابوں کے بارے میں کچھ نہ بتلانا احسن۔" اچانک ارمان نے کہا۔ "وہ خواہ مخواہ مزید پریشان ہوں گے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو ارمان۔" احسن نے کہا۔ "انھیں یقین تھا کہ مولک کے مندر کا پتہ ضرور لگ جائے گا —— لیکن اتنے دنوں کی ناکام کھدائی نے ان کو بھی مایوس کر دیا ہے —— لیکن ارمان —— مجھے تمہارا خواب کچھ عجیب پراسرار لگتا ہے۔"

"اوہ بالکل نہیں" —— ارمان نے کہا۔ "بس اس ماحول کا اثر معلوم دیتا ہے، تم بالکل فکر نہ کرو۔"

رات کو بستر پر لیٹ کر ڈاکٹر احسن دیر تک ارمان کے متعلق سوچتا رہا —— وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا اس لیے ارمان کے ڈراؤنے خوابوں کے خیال نے اسے بہت فکرمند کر دیا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ دور قدیم میں کس طرح جادو کے ذریعہ بعض ساحر لوگوں کے جسم اور دماغ پر قبضہ کر لیتے تھے —— افریقہ اور ہندوستان کے علاقوں میں لوگ ایسا عمل جانتے تھے جس کے ذریعہ دوسرے افراد کی روح کو جسم چھوڑنے پر مجبور کیا جا سکتا تھا —— بلاشبہ ارمان اس ویران اور سنسان ماحول سے پریشان ہے۔

لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ خود احسن پر ایک انجانا سا خوف طاری تھا —— جیسے کوئی انہونی بات ہونے والی ہو —— جیسے کوئی بدی کی قوت پورے ماحول پر محیط ہو —— ایک عجیب قسم کے کپکپا دینے والے خوف سے بدن میں سرد لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں —— اور پھر وہ گرد و پیش کو بھول کر صدیوں پرانے کارتیز کے شہر کے تصور میں کھو گیا —— یہاں کبھی وہ شہر آباد تھا جس میں دیوتا مولک کے عالیشان مندر کی ہمیشہ جلتی ہوئی آگ کی قربان گاہ پر ننھے منے معصوم بچوں کو قربان کر دیا جاتا تھا۔ جہاں کنواری اور حسین دوشیزائیں تانبت کی قربان گاہ پر اپنی دوشیزگی قربان کر دیتی تھیں اور مذہب کے نام پر اس طرح مندر کے پجاری اپنی ہوس کی آگ کو ٹھنڈا کرتے تھے —— جہاں قیدیوں کو اذیت ناک طریقوں سے موت کے گھاٹ اتارا جاتا تھا۔ یہ پوری آبادی ظلم، بربریت اور بدی کی آماجگاہ تھی —— یہاں تک کہ روم کی فوجوں نے بدی کی اس علامت کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔

احسن اچانک اپنے خیالات سے چونکا —— وہ سوچنے لگا کہ کارتیز تہذیب کے ان بھیانک واقعات کا تصور کرتا رہا تو وہ بھی ارمان کی طرح خوفزدہ ہو جائے گا۔ وہ ایک ماہر آثار قدیمہ تھا اور اسے ان مہمل باتوں پر توجہ نہیں دینا چاہیئے —— آج کے سائنسی دور میں صرف حقائق پر اعتماد کیا جا سکتا ہے —— کارتیز کا خونی اور بربریت انگیز دور صدیوں پہلے ختم ہو چکا تھا اور اس دور جہالت کی باتیں اس صدی میں اب صرف فرضی داستانوں کی حیثیت رکھتی تھیں۔

لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ احسن پر ایک انجانا خوف طاری تھا۔ رہ رہ کر اسے خوف سے جھرجھری آجاتی —— وہ جھنجھلا کر بستر سے اٹھ گیا —— سلیپر پہن کر وہ بہت آہستہ قدم رکھتا ہوا کمرے سے

باہر نکلا ——— افریقہ کی تاریک رات کا اندھیرا گردوپیش پر چھایا ہوا تھا ——— ہر سمت موت کا سناٹا طاری تھا۔ آسمان پر چمکتے ہوئے تاروں کی روشنی میں سارا عالم سویا ہوا تھا۔ کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے کھنڈرات کے مبہم نشانات نظر آرہے تھے اور دور دور سمندر کا حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا پانی روپہلی چادر کی طرح جھلملا رہا تھا۔

بڑا روح پرور منظر تھا لیکن اس رات پورے ماحول پر ایک عجیب سی نحوست چھائی ہوئی تھی جیسے بدی کی تمام قوتیں فضا میں منڈلا رہی ہوں ——— جیسے کارتیز کی تمام بدروحیں اس پہاڑ پر کسی شکار کی تلاش میں چھپی بیٹھی ہوں۔ عجیب سا آسیبی ماحول چھا رہا تھا۔

اچانک اس نے عقب میں دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور اچھل پڑا اس نے جلدی سے مڑ کر دیکھا تو ارمان اپنے کمرے سے دبے پاؤں نکل کر دالان کی سمت بڑھ رہی تھی۔

"ارمان ——— کیا بات ہے؟ ——— کیا پھر وہی ڈراؤنا خواب نظر آیا تھا؟" احسن نے جلدی سے پوچھا۔

ارمان نے کوئی جواب نہ دیا ——— وہ اسے پھٹی پھٹی انجان نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ احسن کے بدن میں خوف کی ایک سرد لہر سی دوڑ گئی۔ وہ گھبرا کر آگے بڑھا۔

"ارمان کیا بات ہے؟ تم بولتی کیوں نہیں ہو؟" اس نے ذرا تیز آواز میں کہا۔ "کیا تم اپنے احسن کو نہیں پہچانتیں۔"

ارمان اسے چند لمحے تک گھورتی رہی پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی جو اس سے پہلے احسن نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ "احسن؟ ——— اوہ احسن ———" اس نے اسے یاد کرتے ہوئے کہا، "اوہ ہاں ——— یاد آگیا ———"

احسن کو محسوس ہوا جیسے ارمان کی آواز کہیں بہت دور سے آ رہی ہو ——— پھر وہ آگے بڑھی اور قریب آکر احسن کو غور سے دیکھنے لگی ———

"اوہ احسن ——— تم ——— جو مجھ سے محبت کرتے تھے۔" اس نے سرگوشی میں کہا

احسن کا دل خوف سے کانپ اٹھا ——— لیکن ارمان اب اس کے بجائے گھوم کر دور تک پھیلی ہوئی وادی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی ویرانی اور وحشت جھلک رہی تھی۔ اس کا چہرہ برف کی طرح سفید نظر آرہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں" ——— وہ غمزدہ آواز میں بولی "مندر، مینار راج محل، آدمی، عورتیں ——— دیوتا ——— سب مٹ گئے ——— کیسی ویرانی ہے جیسے یہاں کبھی کچھ تھا ہی نہیں ——— سب خاک میں مل گئے ——— کسی کا نام و نشان نہیں ———" اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"لیکن شارا اب بھی زندہ ہے ——— اور اہتابل دیکھتا ہے ——— کاش ———"

اور پھر جیسے اچانک اسے خیال آگیا ہو کہ وہ تنہا نہیں ہے ——— احسن بھی قریب ہی موجود ہے۔ وہ پھرتی کے ساتھ اس کی سمت گھومی ——— احسن کی حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی آنکھیں ارمان کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"ارمان ——— تم ہوش میں تو ہو؟ یہ کیا بک رہی ہو؟"

ایک لمحہ کے لیے ارمان کی نگاہوں میں عجیب سا جلال پیدا ہوا ——— پھر فوراً ہی دور ہو گیا۔

"اوہ ——— احسن ——— میں نہ جانے کیسا عجیب خواب دیکھ رہی تھی ——— لیکن اب بالکل ٹھیک ہوں" اس نے بڑے آہستہ سے کہا۔

"خدایا ——— تم نے تو مجھے بری طرح ڈرا دیا تھا" ڈاکٹر احسن نے بمشکل اپنی خوفزدہ آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا ——— "میں سمجھا تم دیوانی ہو گئی ہو" ——— اور پھر اچانک ارمان کے نرم و گداز بازوؤں نے اس کو اپنی گرفت میں لے لیا ——— محبت ——— نہیں بلکہ ہوسناک بوسوں نے اس کے جسم میں چنگاریاں بھر دیں، ارمان پر عجیب سی خود سپردگی کا عالم طاری تھا ——— وہ احسن میں سما جانا چاہتی تھی۔

اس کا جسم جذبات سے کانپ رہا تھا ——— احسن بڑی مشکل سے خود کو الگ کر سکا ——— اس سے پہلے کبھی ارمان نے ایسی بے باکی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

"اب جا کر آرام کرو ارمان" ——— احسن نے تقریباً ہانپتے ہوئے کہا ——— "رات بہت ہو چکی ہے ——— جاؤ"

ارمان نے بڑی ملامت بھری نگاہوں سے اسے گھورا ——— ان نگاہوں میں ہوسناک ملامت بھری ہوئی تھی ——— اور پھر وہ عجیب انداز میں مسکراتی ہوئی کمرے میں واپس چلی گئی۔

احسن کافی دیر تک کھڑا سوچتا رہا کہ یہ ارمان کو کیا ہو گیا ہے ——— ذرا دیر قبل وہ کیسی پراسرار باتیں کر رہی تھی جیسے وہ ارمان نہیں کوئی اور ہو ——— اس پر کیسی خوابناک کیفیت طاری تھی ——— خوف سے اس کے بدن میں کپکپی دوڑ گئی ——— اس نے سوچا صبح تک وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

لیکن صبح کو ناشتے کی میز پر بھی اسے ارمان بدلی ہوئی سی نظر آئی۔ پروفیسر شیرازی اور ڈاکٹر میکفرسن اپنی باتوں میں اتنے مصروف تھے کہ انہوں نے ارمان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ لیکن احسن اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا ——— وہ غیر معمولی طور پر خاموش تھی اور پروفیسر کی تمام گفتگو بڑے غور سے سن رہی تھی۔ اس کی آنکھیں کھوئی ہوئی تھیں۔ وہ ناشتے کی میز پر پلیٹوں، چمچوں اور کانٹوں، ہر چیز کو اس

ی بھی جیسے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو ـــــ اس نے بڑی
احتیاط کے ساتھ ناشتہ کیا۔ جیسے ڈر رہی ہو۔ احسن کی پریشانی بڑھتی
جا رہی تھی۔ وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ ارمان میں کوئی غیر معمولی تبدیلی آ
چکی ہے ـــــ لیکن اس کا دل اس احمقانہ بات کو تسلیم کرنے
پر تیار نہ تھا کہ ارمان کے جسم پر کسی اور کی روح نے قبضہ کر لیا ہے۔

"میرا خیال ہے اب اس جگہ کھدائی شروع کرائیں۔" پروفیسر شیرازی
نے ساحل کی جانب ایک بلند پہاڑی ٹیلے کی سمت اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔ "ممکن ہے مولک کا مندر اس جانب واقع رہا ہو۔"

ارمان نے بے ساختہ اور بڑے ہتک آمیز لہجے میں کہا،
"آپ غلط کہتے ہیں ـــــ مولک کا مندر ادھر مغربی حصے
میں واقع تھا" ـــــ اس نے ایک سمت اشارہ کیا ـــــ "اس بلند
ٹیلے کی کھدائی کریں ـــــ مندر وہیں ملے گا۔"

وہ سب حیرت زدہ نگاہوں سے ارمان کو گھورنے لگے۔
"کیا تم سب کو احمق سمجھتی ہو؟" شیرازی نے غصے میں کہا
"تم کو کارتھیز کے متعلق کیا معلوم ہے؟"

"کچھ نہیں" ـــــ ارمان نے جلدی سے چونک کر کہا "بس
ایسے ہی ذہن میں خیال آ گیا تھا۔"

لیکن احسن نے اس کی آنکھوں میں ایک تمسخرانہ چمک دیکھی، جیسے
وہ ان سب کو واقعی احمق تصور کر رہی ہو ـــــ احسن کانپ اٹھا۔

کچھ دیر بعد وہ، پروفیسر شیرازی، اور ڈاکٹر میکفرسن کے ہمراہ اس
جگہ پہنچ گیا جہاں عرب مزدور کھدائی میں مصروف تھے۔

"پروفیسر ـــــ کیوں نہ اس جگہ کھدائی کر کے دیکھ لیا جائے،
جہاں ارمان نے بتلایا ہے" احسن نے کہا۔

"تم بھی ارمان کی طرح دیوانے ہو گئے ہو کیا؟" پروفیسر نے
غصے میں کہا۔ "یا ارمان کی محبت نے تمہارے دماغ کو اس حد
تک متاثر کر دیا ہے۔"

"جی یہ بات نہیں۔" احسن کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا ـــــ
"لیکن اگر آزمائش کے طور پر کھدائی کر بھی لی جائے تو کیا حرج ہے؟ ہم
نے اب تک اس حصے میں ہاتھ نہیں لگایا ہے۔"

"اچھی بات ہے ـــــ میکفرسن کیا خیال ہے؟"

"میرے خیال میں احسن کی تجویز معقول ہے ـــــ ممکن ہے
قدرت ہماری رہنمائی اسی طرح کر رہی ہو۔" ڈاکٹر میک نے مسکرا کر
جواب دیا۔

مسلسل کئی گھنٹے کی کھدائی کے بعد مایوس ہو کر وہ بیٹھے چائے
پی رہے تھے۔ احسن اس بات پر شرمندہ تھا کہ اس نے کیوں پروفیسر کو
اس جگہ کھدائی کا مشورہ دیا۔ نہ جانے کیوں اسے یہ یقین سا ہو گیا تھا کہ
کوئی انجانی قوت ارمان کی زبان میں بول رہی ہے اور اب اسے اپنا
یہ خیال انتہائی احمقانہ نظر آ رہا تھا۔

اچانک ایک عرب مزدور بھاگتا ہوا ان کی سمت آیا ـــــ وہ زور
زور سے چلا رہا تھا ـــــ "مولک ـــــ مولک" ـــــ

پروفیسر شیرازی اور ڈاکٹر میکفرسن اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے۔
انھوں نے دیکھا کہ مزدوروں نے کھدائی روک دی تھی اور سب ایک
جگہ جمع تھے ـــــ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اس ٹیلے پر پہنچے جہاں
کھدائی ہو رہی تھی ـــــ اور شیرازی کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔

"حیرت انگیز ـــــ بخدا حیرت انگیز" ـــــ اس نے جھک
کر اس گڑھے کو دیکھتے ہوئے کہا جس میں پتھر کا ایک بلاک نظر آ رہا تھا۔
جو بالکل سیاہ ہو گیا تھا لیکن اس پر کندہ نقش اور عجیب و غریب
تصویریں اس بات کا ثبوت تھیں کہ یہ مندر کی دیوار کا ایک حصہ ہے۔
پروفیسر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ـــــ "ارمان نے بالکل صحیح نشان
دہی کی تھی ـــــ حیرت ہے کہ اسے کیسے اندازہ ہوا؟"

ڈاکٹر احسن پھٹی پھٹی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا اس کے
ذہن میں ابھرتا ہوا شبہ اب یقین میں تبدیل ہونے لگا تھا

رات کے کھانے پر ارمان بالکل چپ چپ سی تھی۔ پروفیسر
شیرازی اور ڈاکٹر میکفرسن اپنی کامیابی پر اتنے خوش تھے کہ انہیں
کارتھیزی تہذیب پر بحث کے علاوہ اور کسی چیز کا ہوش ہی نہ تھا۔
لیکن احسن بار بار ارمان کو دیکھ رہا تھا جو ان سب سے بے پروا اپنے
خیالوں میں گم تھی۔ اس نے کھانا بھی صرف نام کے لیے کھایا تھا اور
اس دوران ایک مرتبہ بھی احسن کو نہیں دیکھا تھا۔

کھانے کے بعد ارمان اٹھ کر باہر چلی گئی اور جب احسن اسے
تلاش کرتا ہوا باہر نکلا تو وہ ایک چٹان پر کھڑی اس جگہ کو گھور رہی
تھی جہاں آج کی کھدائی میں مولک کے مندر کے آثار ملے تھے ـــــ
احسن کے قدموں کی آہٹ سن کر وہ چونک سی گئی۔

"ارمان ـــــ کیا رات کو پھر وہ ڈراؤنا خواب تم کو نظر آیا تھا؟"
احسن نے پوچھا۔

"خواب ـــــ کونسا خواب؟"

"کیا تم اس خواب کو بھول گئیں جس کا ذکر کل تم نے مجھ سے
کیا تھا۔" احسن نے تعجب سے پوچھا۔

ارمان نے گھوم کر احسن کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں
ایک عجیب سی چمک تھی۔

"اوہ ـــــ میں بھول گئی تھی کہ میں نے تم سے اس کا ذکر کیا
تھا۔" ذرا دیر بعد ارمان نے جواب دیا ـــــ "نہیں ـــــ وہ ڈراؤنا
خواب مجھے پھر نظر نہیں آیا ـــــ اور میرا خیال ہے اب آئندہ کبھی
نظر نہ آئے گا۔" اس نے عجیب سا قہقہہ لگا کر کہا۔ احسن محسوس کر رہا

تھا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔
دونوں خاموش کھڑے رہے۔
"کیسی عجیب بات ہے۔" ارمان نے خوابناک لہجے میں کہا "کارتھیج کے عظیم الشان شہر کی جگہ اب پتھر کے چند ٹکڑے باقی ہیں — نہ وہ مندر ہے نہ پجاری نہ پروہت — نہ راج محل ہے نہ اس کے حکمراں — اور نہ کارتھیج کے جوشیلے زندہ دل باشندے — سب جیسے ہوا میں غائب ہو گئے ہوں۔"
احسن نے دیکھا وہ غصے میں بار بار مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔
"مجھے خوشی ہے کہ کارتھیج کو تاراج کرنے والے اہل روما کا بھی نام و نشان مٹ گیا — کاش میں نے ان کی تباہی کا منظر دیکھا ہوتا۔"
"ارمان —" احسن نے غصے میں کہا — "تم ایسے باتیں کر رہی ہو جیسے تم خود قدیم کارتھیج کی رہنے والی ہو۔"
ارمان اچانک کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر بغیر کوئی جواب دیے اپنے کمرے میں چلی گئی — احسن کے لیے اب اپنی پریشانی پر قابو پانا ممکن نہ تھا۔ وہ سیدھا پروفیسر شیرازی کے پاس پہنچا وہ چاہتا تھا کہ پروفیسر کو ساری تفصیلات بتلا دے لیکن پھر اس خیال سے چپ رہا کہ پروفیسر مذاق اڑائے گا۔
"سر —" اس نے پروفیسر سے کہا۔ "آپ نے ارمان میں کوئی تبدیلی محسوس کی ہے؟"
"تبدیلی" — پروفیسر نے چونک کر کہا۔ "بھئی مجھے آجکل فرصت کہاں ہے — کیا بات ہے؟"
"بات — بس میں کل سے اس میں عجیب سی تبدیلی دیکھ رہا ہوں — وہ بالکل کھوئی کھوئی سی ہے — عجیب عجیب باتیں کر رہی ہے۔"
"اوہ — میرا خیال ہے وہ اس جگہ کی ویرانی سے گھبرا رہی ہے کیا خیال ہے اسے گھر واپس بھیجدیا جائے؟"
احسن نے کوئی جواب نہ دیا — وہ جانتا تھا کہ پروفیسر جواب اپنی دریافت پر تحقیق سے اتنی فرصت نہ ملے گی کہ ان باتوں کی طرف توجہ دے سکے — وہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔ لیکن نیند آنکھوں سے دور تھی۔ لیٹے لیٹے وہ مسلسل ارمان کے بارے میں سوچتا رہا — انجانے اندیشے اس کے ذہن میں ابھر رہے تھے — اسی عالم میں اس کی آنکھ لگنے والی تھی کہ دروازہ آہستہ سے کھلا — احسن چونک اٹھا اس نے جلدی سے سرہانے رکھے ہوئے بیٹری لیمپ کو جلا دیا۔
ہلکی ہلکی روشنی میں اس نے ارمان کو دیکھا جو دروازے میں کھڑی ہوئی تھی — اس نے شب خوابی کا باریک ریشمی لباس پہن رکھا تھا جس میں اس کے قیامت خیز شباب کا انگ انگ چھلک رہا تھا — احسن نے پہلی بار ارمان کو اس حالت میں دیکھا تھا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔
"ارمان — تم — تم یہاں اس وقت کیا کر رہی ہو؟"
"کیا تم کو میری آمد ناپسند ہوئی ہے؟" — ارمان نے مسکرا کر اس کے بستر کی سمت بڑھتے ہوئے کہا۔
وہ ایک دلربا انداز میں چلتی ہوئی آئی اور اس کے بستر پر بیٹھ گئی۔
"تمہیں اس وقت میرے کمرے میں نہیں آنا چاہیے تھا" — احسن نے پریشان لہجے میں کہا۔
"کیوں — ں؟ کیا ہم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے احسن" ارمان نے شریر لہجے میں کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ احسن جواب دیتا کہ ارمان نے اس کے لبوں پر دہکتے ہوئے انگارے سے رکھ دیئے — وہ عجیب ہوسناک انداز میں اس سے لپٹ گئی — اور اچانک احسن نے محسوس کیا کہ وہ ارمان نہیں ہے — ارمان اتنی بے حیا ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس نے زبردستی ارمان کو پرے دھکیل دیا۔
"تم — تم ارمان نہیں ہو — میرے خدا — تو تم نے اس کے جسم پر واقعی قبضہ کر لیا ہے" — وہ خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔
ارمان نے ایک کھنکتا ہوا قہقہہ لگایا — وہ جذبات سے بے قابو ہو رہی تھی۔
"تم نے بہت جلد محسوس کر لیا احسن۔" اس نے ہتک آمیز انداز میں کہا۔ "ادھر — میری آنکھوں میں دیکھو — کیا میں ارمان نہیں ہوں؟"
احسن نے گھبرا کر دیکھا — لیکن ارمان سے نگاہیں ملتے ہی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے بجلی سی کوند گئی ہو — کوشش کے باوجود وہ نگاہیں نہیں ہٹا سکا۔ اسے محسوس ہوا جیسے ارمان کی نگاہوں میں برقی رو دوڑ رہی ہو — کوئی ایسی مقناطیسی قوت ہو جس سے اس کی نگاہیں چپک گئی ہوں — اور پھر اس کے سارے وجود میں ایک سنسنی سی بہنے لگی — اسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ ڈوب رہا ہو — کسی شدید خطرے کا احساس احسن کو بار بار مدافعت پر مجبور کر رہا تھا — اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر فوراً ہی اس نے نگاہیں نہیں ہٹائیں تو وہ بے بس ہو کر رہ جائے گا — وہ بار بار کوشش کر رہا تھا۔
"احمق آدمی — تو میری قوت سے لڑ رہا ہے؟" کوئی انجانی آواز اس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔ "تجھے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں؟ میں کارتھیج کی بڑی پجارن شارا ہوں — مجھے مولک کی ناقابل شکست قوت حاصل ہے — تو مجھ سے نہیں لڑ سکتا — ہاں

میں نے تیری محبوبہ کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے تاکہ کارتیز کے کھنڈرات سے
نجات حاصل کرسکوں ــــ میں صدیوں سے انتظار کر رہی تھی ــــ
اور بالآخر مجھے موقع مل گیا ــــ تم اس دور کے بیوقوف انسان، مولک
کی قوت کیا جانو ــــ مجھے وہ قوت حاصل ہے کہ مستقبل میں جھانک
سکتی ہوں، میں صدیوں پرانے ماضی سے نکل کر حال میں آسکتی ہوں
ــــ مجھے دوسروں کے جسم پر قبضہ کرنے کی قوت حاصل ہے ــــ
یہ راز صدیوں سے میرے سینے میں دفن ہے ــــ میں کب سے
اس دن کا انتظار کر رہی تھی کہ کوئی حسین جسم مجھے مل جائے ــــ
اور بالآخر مجھے ارمان مل گئی ــــ میں نے اپنی قوت سے اس
کی روح کو جسم سے جدا کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے ــــ اب اس کا
جسم، اس کا دماغ میرے قبضے میں ہے ــــ اس کی روح اب
اس فضا میں اسی طرح بھٹکتی رہے گی، جیسے صدیوں سے میں
بھٹکتی رہی ہوں ــــ"

احسن نے ایک بار پھر اس کیفیت سے نکلنے کی کوشش کی،
لیکن اس کی مدافعت کمزور پڑتی جا رہی تھی۔

"بیوقوف ــــ تو مجھ سے نہیں جیت سکے گا ــــ بیکار
جدوجہد مت کر ــــ تجھے کیا معلوم کہ میں اس وقت کتنی مصیبت سے
کارتیز کی چہار دیواریوں سے نجات حاصل کر سکی ہوں ــــ آہ ــــ
ماضی میں کیا ہوا ہے تو کیا جانے ــــ کارتیز تباہی کے طوفان میں
گھرا ہوا ہے ــــ روم کی فوجیں اس پر قبضہ کرنے والی ہیں ــــ
کچھ دیر میں وہ شہر کے اندر داخل ہو جائیں گی ــــ اور پھر ہر سمت تباہی
پھیل جائے گی ــــ وہ ہر چیز کو تاراج کر دیں گی ــــ ہر ایک کو
ہلاک کر دیں گی ــــ لیکن میں اپنے محبوب کو ہلاک نہیں ہونے
دوں گی ــــ میں نے اس مقابلے کے لیئے تیرے جسم کا انتخاب
کیا ہے ــــ جلد ہی ــــ جلد ہی اس کی روح تیرے جسم پر قابض
ہو گی ــــ جس طرح میں نے ارمان کے جسم پر قبضہ کیا ہے ــــ
اتھابل تیرے جسم کا مالک ہو گا ــــ اور پھر ہم دونوں صدیوں پرانے
ماضی سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر لیں گے ــــ ہم حال ہی میں
تم دونوں کے جسم میں زندہ رہیں گے ــــ اور اب ہمیں کوئی جدا
نہ کر سکے گا ــــ ہم نے وقت کے فاصلے عبور کر لیے ہیں ــــ ہم
تباہیوں کے نرغے سے نکل آئے ہیں ــــ اتھابل ــــ اتھابل
جلدی کرو میرے محبوب ــــ وقت بہت کم ہے ــــ"

آواز بند ہو گئی ــــ احسن شکست کھا چکا تھا ــــ

احسن کو ہوش آیا تو وہ فرش پر پڑا ہوا تھا ــــ اس نے ٹٹول کر
اپنے جسم کو دیکھا اور اطمینان کی گہری سانس لی۔ کچھ دیر قبل محسوس ہونے والی
گھٹن اب دور ہو چکی تھی۔

"خدا کا شکر ہے" اس نے آہستہ سے کہا ــــ "اس عذاب
سے نجات مل گئی"

اس نے آہستہ سے آنکھ کھولی اور پھر خوف اور حیرت سے دم بخود
رہ گیا وہ اپنے کمرے میں نہیں تھا ــــ اس کے چاروں سمت پتھر
کی سیاہ دیواریں تھیں ــــ یہ پورا کمرہ سیاہ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ چھت
پر ایک خوفناک اژدھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ بند دروازے کے
پٹوں پر بھی مچھلی کی سی شکل کے کسی خوفناک جانور کی شکلیں بنی ہوئی
تھیں۔ بلندی پر بنے ہوئے دریچوں سے سورج کی تیز روشنی کمرے
میں داخل ہو رہی تھی ــــ پورا کمرہ سیاہ اور چکنے ماربل کا بنا ہوا تھا۔

گھبرا کر وہ اٹھ بیٹھا ــــ اس نے دیکھا کہ وہ فرش پر نہیں ایسے
ہی سیاہ ماربل کی آرام دہ بنچ پر لیٹا ہوا تھا۔ لباس پر نگاہ پڑتے ہی اس
کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ــــ وہ قدیم طرز کے فوجی لباس میں
تھا۔ سینے پر تلنبے کی زرہ بکتر چڑھی ہوئی تھی۔ شانے بالکل عریاں تھے۔
پیروں میں چوڑے تسمے والے پنڈلیوں تک کے جوتے تھے۔ کمر میں ایک
بھاری تلوار بندھی ہوئی تھی۔ بائیں جانب ایک خوب صورت دستے
کا خنجر لگا ہوا تھا ــــ اور پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کا جسم
بھی بدلا ہوا تھا۔ سینہ بہت چوڑا ــــ شانے بھرے ہوئے اور قد
دراز ہو گیا تھا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے کھڑا ہوا۔ اس کا سر گھوم رہا
تھا ــــ یہ سب کچھ ایک بھیانک خواب نہیں تھا ــــ ایک
جیتی جاگتی حقیقت تھی۔ کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے اسے کونے میں
دیوار پر لگا ہوا آئینہ نظر آیا۔ وہ کانپتے ہوئے قدموں سے آئینے کی سمت
بڑھا اور سامنے کھڑا ہو گیا ــــ اور پھر اسے شدید دھچکا لگا۔

یہ اس کا چہرہ نہیں تھا ــــ یہ کسی انتہائی ظالم درندہ صفت
شخص کا چہرہ تھا جس کی خونخوار آنکھیں، موٹے اور بھدے
ہونٹ اور چھوٹی سی سیاہ ڈاڑھی نے اس کو اور بھی خوفناک بنا دیا تھا
ــــ اور اب اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ وہ کسی اور کے جسم
میں تھا۔

"اتھابل" ــــ وہ بڑبڑایا ــــ اسے ایک دم وہ
تمام باتیں یاد آنے لگیں جو ارمان کے جسم پر قابض شارا نے کہی تھیں کارتیز
کا نوجوان حکمران اتھابل جس سے بڑی پجارن شارا محبت کرتی تھی۔
اب احسن کے جسم پر قبضہ کر چکا تھا ــــ اور وہ صدیوں پرانے ماضی
کے شہر کارتیز میں تھا ــــ

لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چل کر وہ دریچے کے پاس پہنچا ــــ
اس کی آنکھوں کے سامنے کارتیز کی قدیم آبادی دور تک پھیلی ہوئی
تھی۔ سورج کی تیز روشنی میں نہائی ہوئی یہ تاریخی آبادی اس کے سامنے
زندہ اور آباد تھی ــــ وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا ــــ دور تک
پھیلے ہوئے شہر میں لوگوں کے ہجوم چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ کچھ

فاصلے پر بھر دہل کے گھنے درختوں کے درمیان ایک بڑا سا میدان تھا۔ دوسری جانب نشیب میں کارتیز کی بندرگاہ تھی ——— جہاں بہت سے جنگی جہاز لنگر انداز تھے ——— لیکن اس وقت کارتیز کا شہر حالتِ جنگ میں تھا۔ ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ مسلح سپاہیوں کے گروہ کے گروہ تیز رفتاری سے آجا رہے تھے ——— لیکن روم کی منظّم فوجوں کے دستے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے آرہے تھے۔ بڑی بڑی منجنیقوں سے بھاری پتھر دشمن پر پھینکے جا رہے تھے۔ سڑکوں پر لوگ بدحواسی کے عالم میں چیختے چلّاتے بھاگ رہے تھے ——— ان میں مرد بھی تھے عورتیں بھی، نوجوان بھی اور بوڑھے بھی ———

اور پھر اچانک احسن کو شارا کے الفاظ یاد آئے۔

"میرے خدا" ——— اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "کارتیز اس وقت روم کی فوجوں کے محاصرے میں ہے ——— اور میں سینکڑوں برس قدیم کارتیز میں کسی اور کے جسم میں قید ہوں ———" "روم کی فوجیں شہر پر قبضہ کرنے والی ہیں ——— شارا بار بار کہہ رہی تھی کہ وقت بہت کم ہے۔

⭘

احسن کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پاگل ہو جائے گا ——— یہ سب کیسے ممکن تھا ——— یہ کیسے ہو سکتا تھا ——— لیکن نظروں کے سامنے جیتی جاگتی حقیقت اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا ——— وہ صدیوں پرانے کارتیز کے شہر میں محصور تھا اور روم کی فوجیں شہر پر قبضہ کرنے کے لیے بے جگری سے لڑ رہی تھیں۔

احسن جانتا تھا کہ شارا نے اپنی ساحرانہ قوّت کے ذریعہ اس کے اور ارمان کے جسموں پر قبضہ کر لیا ہے ——— اور اگر وہ جلد ہی اپنا جسم واپس حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو کارتیز کی چار دیواری میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے گا ——— اور پھر اسے خیال آیا کہ اسی شہر میں کہیں ارمان بھی موجود ہوگی ——— وہ اس وقت بڑی پجارن کے جسم میں قید ہوگی ——— لیکن کہاں؟

اسی لمحہ دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔

"اتھابل ——— اتھابل" ——— کسی عورت نے زور زور سے پکارنا شروع کیا ——— "تم کو کیا ہو گیا ہے ——— ؟ دروازہ کھولو۔"

عجیب بات یہ تھی کہ عورت کسی انجانی زبان میں بات کر رہی تھی ——— لیکن احسن پھر بھی سمجھ رہا تھا ——— اور پھر اس نے آواز کو پہچان بھی لیا ——— یہ لناش تھی ——— اس کی ——— بہن ——— اتھابیل کی بیوی ——— احسن حیرت زدہ تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ——— پھر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔

"اتھابل ——— ؟" عورت نے غصّے میں چیخ کر کہا اور اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹا ——— "یہ تم کو کیا ہو گیا ہے ——— دشمن کی فوجیں بندرگاہ کی فصیل تک پہنچ چکی ہیں۔ رومی فوجی بڑی شدّت سے لڑ رہے ہیں ——— تمھارے بغیر کارتیز کے سپاہیوں کے حوصلے پست ہوتے جا رہے ہیں۔"

احسن بڑے غور سے لناش کو گھور رہا تھا۔ یہ اس کی بیوی تھی سنولایا ہوا گندمی رنگ اور چیتے کی طرح پھرتیلا جوان بدن۔ سیاہ لانبے بال اور لانبی لانبی کالی آنکھیں ——— لناش نے سرخ رنگ کا عبا نما لباس پہنا ہوا تھا جس پر بڑے بڑے اژدھے کڑھے ہوئے تھے۔ اس کی کمر پر چمڑے کی پیٹی بندھی ہوئی تھی جس میں قیمتی ہیرے ٹنکے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں کنگن نما زیورات بھی ہیروں سے مزیّن تھے۔ اس وقت اس کی آنکھیں غصّے اور پریشانی سے سرخ ہو رہی تھیں ——— چہرے پر بدحواسی طاری تھی۔ اس نے تیز قسم کی کوئی خوشبو لگا رکھی تھی جس کی بھینی بھینی بو سے احسن کو الجھن سی ہو رہی تھی۔ کچھ بھی ہو اس جنگلی حسن میں بلا کی جنسی کشش تھی۔

"اتھابل ——— یہ تم پاگلوں کی طرح مجھے گھور کیا رہے ہو؟" لناش نے چلّا کر کہا ——— "تم اس طرح کمرے میں پڑے کیا کر رہے تھے ——— کہیں اس چڑیل شارا نے تو تم کو نہیں بہکایا ہے؟"

"شارا ——— ؟" احسن کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔ "تم کو اس کا خیال کیوں آیا؟"

حسد سے لناش کی آنکھیں سلگنے لگیں۔

"میں اس طرّافہ پجارن کو اچھی طرح جانتی ہوں۔" لناش نے غصّے میں بل کھاتے ہوئے کہا۔ "یقیناً تم اس کے ساتھ مل کر کوئی سازش کر رہے ہو ——— اور میں جانتی ہوں کہ اس آوارہ کے نرم بازوؤں میں میرے شوہر کو کتنی تسکین ملتی ہے۔"

احسن خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔ لناش کو اس کی خاموشی نے اور بھی چراغ پا کر دیا۔

"اتھابل ——— اگر تم نے اس بدمعاش عورت سے قریب ہونے کی کوشش کی تو میں تم کو قتل کر دوں گی۔" لناش نے چیخ کر کہا۔ "میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔"

احسن کو اس وقت شارا کی نہیں اپنی اور ارمان کی فکر ہو رہی تھی۔ وہ جلد از جلد ماضی کے اس وحشیانہ دور سے نکل کر اپنے جسم میں واپس پہنچنے کے لیے بیتاب تھا۔

"بکواس بند کرو لناش۔" وہ غصّے میں گرجا۔ "شارا میرے لیے کوئی اہمیّت نہیں رکھتی ——— سامنے سے ہٹو ——— مجھے محاذِ جنگ پر اپنے سپاہیوں کے پاس جانے دو۔" اس نے لناش کو دھکا دے کر ایک طرف ہٹا دیا اور خود کمرے سے نکل کر ایک بڑے سے برانڈے میں داخل ہوا۔ ارمان کی روح اس وقت بڑی پجارن شارا کے

جسم میں قید تھی۔ وہ یقیناً اُس عذاب سے پریشان ہوگی ——
اسے ہر قیمت پر آزاد کرانا ضروری تھا۔

اسے دیکھتے ہی زرد عباؤں میں ملبوس پجاری اور سیاہ فام افریقی غلام مودب انداز میں اس کے گرد جمع ہوگئے۔ ان کے چہرے بدحواس تھے۔ وہ اپنے محل کے احاطے میں پہنچا تو نیزہ دار محافظوں نے اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا —— وہ کارتیز کا حکمران تھا۔ ایک فوجی نے جو شاید محافظوں کا کپتان تھا چلا کر حکم دیا اور فوراً ہی رتھ نما ایک گاڑی سیڑھیوں سے لگا دی گئی۔ تیز رفتار گھوڑے اسے لے کر سڑک پر دوڑنے لگے۔

"تانت کے مندر چلو۔" احسن نے اسی غلام کو حکم دیا جو رتھ چلا رہا تھا۔

"مندر؟" حبشی غلام نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "لیکن آقا —— فوجیں آپ کا انتظار کر رہی تھیں۔"

"بکواس مت کرو —— مندر چلو ——" احسن گرجا۔

غلام نے رتھ کو موڑ دیا —— سڑکوں پر اتنا ہجوم تھا کہ رتھ کا گزرنا مشکل ہو رہا تھا۔ لوگ افراتفری کے عالم میں ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ شاہی رتھ دیکھ کر وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر چیخنے لگے ——

"کارتیز کے آقا —— ہمیں روم کے وحشیوں سے بچاؤ۔"

مندر پہنچتے ہی زرد عباؤں والے پجاریوں کا ہجوم نظر آیا۔ سیاہ لباس والا بڑا پجاری چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا ——

"دیوتا مولک قربانی مانگتا ہے —— اگر فوراً ہی قربانی نہ دی گئی تو ہم پر مولک کا قہر نازل ہوگا۔"

"قربانی؟" احسن کو یاد آیا —— مولک کے مندر میں قربان گاہ پر جلتی ہوئی آگ میں معصوم بچوں کی قربانی —— انسانی قربانی —— یہ کارتیز کا عقیدہ تھا کہ اس طرح قربانی سے مولک مہربان ہو جاتا ہے۔ —— احسن کا خون اس بہیمانہ قربانی کے تصور سے کھولنے لگا ——

اسے معلوم تھا —— یہ تاریخی حقیقت اس کے علم میں تھی کہ روم کی فوجیں کارتیز پر قبضہ کر لیں گی اور اگر تمام بچوں اور مردوں کی قربانی بھی دے دی جائے تو بھی کارتیز کے باشندے آنے والے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔

اور پھر فوراً ہی اسے خیال آیا کہ اس طرح وہ اور ارمان بھی ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ رومن فوجیں انھیں انقابل اور شارا سمجھ کر ہلاک کر دیں گی —— اور پھر وہ کبھی اپنے جسم میں واپس نہ جا سکیں گے —— لیکن وہ کیا کرے —— کس طرح اس جسم کی قید سے نجات حاصل کرے —— اسے وہ علم نہیں آ رہا تھا جس کے ذریعہ شارا نے ان کے جسموں پر قبضہ کیا تھا۔

مندر میں ہر جگہ پجاریوں کا ہجوم تھا۔ وہ حیرت سے احسن کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے خیال میں انقابل کو اس وقت مندر کے بجائے محاذِ جنگ پر ہونا چاہیئے تھا۔ ماربل کی چوڑی سیڑھیوں کو پھلانگتا ہوا احسن مندر کی عمارت میں آگے بڑھتا رہا —— اچانک لاتعداد نوجوان اور حسین پجارنوں کا ہجوم اس کو نظر آیا —— انھوں نے اتنے باریک ریشمی لباس پہن رکھے تھے کہ ان کے حسن و شباب کی تمام تر قیامت خیزیاں احسن کی نظروں کے سامنے بے پردہ ہو رہی تھیں۔ وہ بھی حیران اور رحم طلب نگاہوں سے احسن کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ اس ہال سے گزرتا ہوا جہاں پجارنیں عبادت میں مصروف تھیں، ایک بڑے دروازے کی سمت بڑھا۔

دروازے کے پاس کھڑی ہوئی ایک حسین پجارن ادب سے آگے بڑھی۔

"مجھے فوراً بڑی پجارن شارا کے پاس لے چلو" —— احسن نے کہا۔ پجارن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"لیکن آقا —— بڑی پجارن —— وہ —— وہ اس وقت ہوش میں نہیں ہے —— نہ جانے کیا کیا کہہ کر چیخ رہی ہیں —— وہ —— "

"مجھے فوراً شارا کے پاس لے چلو۔" احسن نے گرج کر کہا۔

پجارن نے دروازہ کھولا اور ایک دالان سے گزر کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ احسن اس کے ہمراہ مندر کی بالائی منزل پر پہنچا —— پجارن نے ایک دروازے کو کھولا اور ادب سے باہر کھڑی رہی —— احسن تیر کی طرح اندر داخل ہوا۔

کمرہ حسین پردوں اور قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ کونے میں دیوی تانت کا بڑا سا تانبے کا بت بنا ہوا تھا اور فرش پر بچھے ہوئے دبیز قالین پر ایک عورت پڑی ہوئی سسکیاں لے رہی تھی۔ احسن اندر داخل ہوا تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا —— وہ دم بخود رہ گیا۔ عورت کیا تھی حسن اور شباب کا ایک خیرہ کن نمونہ تھی۔

وہ بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے احسن کو گھور رہی تھی۔ اس کی نگاہیں مجسم التجا بنی ہوئی تھیں —— اور احسن نے بلا تامل شارا کو پہچان لیا۔

"ارمان —— ارمان —— یہ تم ہو؟" احسن بے تاب ہو کر آگے بڑھا۔

شارا نے اُسے حیران ہو کر دیکھا۔

"تم —— تم —— انقابل ہو —— لیکن تمھیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

"او ارمان —— یہ انقابل نہیں —— میں ہوں —— احسن" —— اُس نے کربناک آواز میں کہا "تمھاری طرح میں بھی انقابل کے جسم میں قید ہوں۔"

اور دوسرے ہی لمحہ ارمان اس کے بازوؤں میں سسکیاں لے

رہی تھی۔ احسن کے لیے یہ صورتِ حال ناقابلِ برداشت ہو رہی تھی وہ سوچ رہا تھا ۔۔۔ خدایا ۔۔۔ اس عذاب سے کیسے نجات حاصل کی جائے ؟

" اوہ احسن ۔۔۔ یہ ہمیں کیا ہوگیا ہے ۔۔۔ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں ۔۔۔ کیا یہ بھی کوئی ڈراؤنا خواب ہے ؟ اوہ خدایا ۔۔۔ یہ سب کچھ حقیقت نہیں ہو سکتی ۔"

" یہ حقیقت ہے ارمان " ۔۔۔ احسن نے بے بسی کے ساتھ کہا ۔۔۔ " شارل نے اپنے عمل سے ہمیں اپنے جسموں سے علیحدہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا ہے ۔"

" لیکن ۔۔۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ ؟ " ارمان نے غیر یقینی سے لہجے میں کہا ۔۔۔ " ہم صدیوں پرانے ماضی کے اس دور میں کیسے آ گئے ۔۔۔ نہیں یہ ناممکن ہے ۔"

" مجھے خود پتہ نہیں ۔۔۔ لیکن شارل کو یہ راز معلوم ہے ۔۔۔ وہ صدیوں کا سفر طے کر کے حال میں جا پہنچی ۔۔۔ اور اس نے ہماری رُوحوں کو اپنے ماضی میں قید کر دیا ۔"

" میں کیسے یقین کر لوں ۔۔۔ لیکن خدایا ۔۔۔ یہ میرا جسم نہیں ہے ۔۔۔ نہ تم ۔۔۔ اپنے جسم میں ہو ۔۔۔ اوہ خدایا ۔۔۔ اب کیا ہوگا ۔۔۔ اب کیا ہوگا احسن ؟ "

احسن نے اس کے لرزتے ہوئے جسم کو مضبوطی سے جکڑ لیا ۔
" گھبراؤ نہیں ارمان ۔۔۔ میں کوئی نہ کوئی صورت نکال لوں گا ۔۔۔ تم فکر نہ کرو ۔" اس نے تسلی دی ۔

اسی لمحہ دروازہ کھلا اور لناش بھری ہوئی شیرنی کی طرح کمرے میں داخل ہوئی ۔

" مجھے پہلے ہی شک تھا ۔۔۔ مجھے اندازہ تھا کہ میرا بہادر شوہر محاذِ جنگ پر دشمنوں کو شکست دینے کے بجائے اپنی داشتہ کے بازوؤں میں پناہ لینے جا رہا ہے ۔۔۔ اوہ اتھابل ۔۔۔ اتھابل ۔۔۔ میں اسے زندہ نہ چھوڑوں گی ۔"

اور اس سے پہلے کہ احسن سنبھل سکتا لناش نے پھرتی کے ساتھ کمر سے چمکتا ہوا خنجر نکال کر ارمان پر حملہ کر دیا ۔

اس سے پہلے کہ لناش کا تیز دھار خنجر ارمان کے سینے میں پیوست ہوتا احسن نے جھپٹ کر لناش کی کلائی پکڑ لی اور اتنی زور سے مروڑی کہ وہ درد سے کراہ اٹھی خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا ۔ لیکن لناش کسی بھوکی شیرنی کی طرح خود کو احسن کی گرفت سے چھڑا کر ارمان پر حملہ کرنے کی جدوجہد کرتی رہی ۔

" تانت کی فاحشہ " ۔۔۔ لناش نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔ " میں جانتی تھی کہ تو میرے شوہر پر ڈورے ڈال رہی ہے ۔"

" لناش خاموش رہو " ۔ احسن نے ڈانٹا ۔

" خاموش رہوں ؟ " لناش نے غصے میں بپھر کر کہا ۔۔۔ " کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اتنی آسانی سے تم کو اس فاحشہ کے ساتھ عیاشی کرنے دوں گی ؟ میں شاہی خاندان کی بیٹی ہوں ۔۔۔ اور تمہاری بیوی ہوں ۔"

احسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے ۔۔۔ ارمان حیرت زدہ کھڑی لناش کو گھور رہی تھی ۔ اسی لمحہ کارتیزی فوج کے دو افسر بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے ۔

" سردار اتھابل ۔۔۔ رومن فوجوں نے بندرگاہ والی فصیل میں ایک جگہ شگاف ڈال دیا ہے ۔" انھوں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔۔۔ " جلدی چلیے ورنہ آپ کی عدم موجودگی میں ہمارے سپاہی پسپا ہو جائیں گے ۔"

احسن نے پریشانی کے عالم میں ان کو دیکھا ۔۔۔ وہ حیرت انگیز طور پر ان دونوں کو پہچانتا تھا ۔ ان میں سے ایک کپتان ماگو تھا ۔

" ماگو ۔۔۔ تم جا کر سپاہیوں کے حوصلے بڑھاؤ " ۔۔۔ اس نے حکم دیا ۔ " میں فوراً آتا ہوں ۔"

" سردار اتھابل " ۔۔۔ اس نے رازدارانہ لہجے میں کہا ۔۔۔ " آپ جلد چلیے ۔۔۔ ورنہ پروہتوں کی کونسل آپ پر کارتیز سے غداری کا الزام لگا کر آپ کو قتل کر دینے کی سازش کر رہی ہے ۔۔۔ مجھے ابھی خبر ملی ہے کہ کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے جس میں آپ پر کارتیز سے غداری اور شارل کے ساتھ ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر آپ دونوں کو قتل کیا جانے والا ہے ۔"

" اوہ احسن ۔۔۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ ۔" ارمان نے گھبرا کر التجا کی ۔

" اگر آپ نے مزید تاخیر کی تو آپ دونوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی ۔" ماگو نے کہا ۔

" ارمان ۔۔۔ میرا جانا ضروری ہے ۔۔۔ ورنہ وہ ہم دونوں کو ہلاک کر دیں گے ۔" احسن نے کہا ۔ پھر وہ ماگو کی طرف مڑا ۔ " جب تک میں واپس نہ آؤں شارل کے دروازے پر تم پہرہ دو گے ۔۔۔ خبردار میری عدم موجودگی میں کوئی بھی اندر داخل نہ ہونے پائے ۔۔۔ لناش بھی نہیں ۔۔۔ ورنہ تم ذمہ دار ہو گے ۔"

" اوہ اتھابل ۔۔۔ اب یہ ثابت ہو گیا کہ تم اس فاحشہ پجارن پر فریفتہ ہو ۔" لناش نے غصے میں کانپتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا ۔ " لیکن یاد رکھو میں تم دونوں سے انتقام لوں گی ۔۔۔ میں اس مکروہ پجارن کو قتل کر دوں گی ۔"

" جلدی کیجیے سردار اتھابل " ۔۔۔ ماگو نے اس کو بازو سے گھسیٹتے ہوئے کہا ۔

بندرگاہ کی فصیل کے پاس پہنچتے ہی احسن کو صورتِ حال کی نزاکت کا اندازہ ہو گیا۔ رومن فوجوں نے دیوار میں خاصا شگاف ڈال دیا تھا۔ لیکن بلند فصیل سے کارتیزی سپاہی تیروں کی بڑی شدید بارش کر رہے تھے جس کی وجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رومن فوجوں کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا پھر بھی ان کی پیش قدمی رک نہیں رہی تھی۔

"ہم زیادہ دیر تک دشمن کو باہر نہیں روک سکیں گے۔" محاذ پر موجود فوجی افسران نے احسن کو بتلایا۔

اور اسی لمحہ کارتیز کے سپاہیوں کی نظر احسن کے رتھ پر پڑی۔

"سردار اتھابل آگئے" ـــ وہ پرجوش انداز میں چیخے ـــ "آگے بڑھو ـــ دشمن کو غارت کردو ـــ سردار اتھابل آگئے ہیں" ـــ

احسن کو اندازہ ہوا کہ اتھابل یقیناً بہت بہادر سردار ہوگا۔ اس نے اپنے قوی اور مضبوط بازوؤں پر نظر ڈالی اور پھر سرداروں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

"آگے بڑھو بہادرو ـــ دشمن کو خاک میں ملادو" ـــ احسن نے فلک شگاف نعرہ لگایا۔

کارتیزی سپاہیوں میں نئی زندگی پیدا ہوگئی۔ وہ بے خطر دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔

"کچھ دیر میں ہمارے جنگی ہاتھی پہنچنے والے ہیں۔" ایک فوجی افسر نے بتلایا ـــ "لیکن انکی آمد سے پہلے ہمیں دشمن کو فصیل سے دور دھکیل دینا ہوگا تا کہ ہاتھی ان پر حملہ آور ہو سکیں۔"

"تو پھر دیکھ کیا رہے ہو ـــ آؤ" ـــ احسن نے اپنی بھاری دودھاری تلوار کھینچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اپنے فوجی سرداروں کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ اسے اپنی جنگی صلاحیت پر شدید حیرت ہو رہی تھی۔ اس کی تلوار دشمن کے سپاہیوں کو اس طرح کاٹ رہی تھی جیسے وہ انسان نہیں گاجر مولی ہوں۔ اتھابل کو اپنی صفوں میں پاکر کارتیزی سپاہی تازہ حوصلے سے آگے بڑھے اور جلد ہی روم کی فوجیں پسپا ہو کر بے تحاشہ پیچھے ہٹیں۔ ذرا ہی دیر میں جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ رومن فوج کے سپاہی اتھابل کے سامنے آتے ہوئے ڈرنے لگے۔

"جنگی ہاتھی آگئے ہیں" ـــ کچھ دیر بعد ایک فوجی افسر نے کہا "آپ پیچھے آجائیے سردار اتھابل۔"

احسن نے گھوم کر دیکھا ـــ جنگی ہاتھیوں کا ایک خوفناک بپھرا ہوا غول آگے بڑھ رہا تھا۔ ذرا دیر میں ہی کارتیزی سپاہیوں نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا ـــ باقاعدہ تربیت یافتہ ہاتھیوں کا غول رومن فوجوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑا۔ ان کی چنگھاڑ سے فضا گونجنے لگی۔ خوفزدہ رومن سپاہیوں کو ابھی سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ ہاتھیوں کا غول ان کو چیونٹیوں کی طرح روندنے لگا ـــ دشمن اس طرح پلٹ کر بھاگا کہ احسن حیران رہ گیا۔ کارتیزی سپاہیوں نے خوش ہو کر فتح کا نعرہ بلند کیا۔

"اب جلد از جلد اس شگاف کو بند کرنے کا بندوبست کرو۔" احسن نے حکم دیا۔ "دشمن نئی تیاریوں کے ساتھ دوبارہ حملہ کرے گا۔"

"سردار آپ فکر نہ کریں ـــ میں پہلے ہی اس کام کے لیے ہدایات جاری کر چکا ہوں۔"

احسن نے اپنے چہرے سے پسینہ صاف کیا اور رتھ کی طرف بڑھا ـــ اسی لمحہ ایک نوجوان پجارن بھیڑ کو چیرتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے احسن کا بازو پکڑ لیا۔

"سردار اتھابل" ـــ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "بڑی پجارن شارا ـــ بہت سے سپاہی اور پجاریوں کی کونسل کے آدمی انھیں گرفتار کرنے آئے ہیں۔" پجارن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ـــ "ماگو اور اس کے سپاہی شارا کو بچانے کی جدوجہد کر رہے ہیں ـــ آپ فوراً چلئے ورنہ ـــ"

احسن کا دل ارمان کے تصوّر سے لرز گیا۔ اس نے فوراً ہی حبشی غلام کو حکم دیا۔ "تانت کے مندر چلو۔"

"لیکن سردار" ـــ کپتان نے احتجاج کیا "اس وقت آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ رومن پھر حملہ کریں گے۔"

لیکن احسن نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس کا رتھ انتہائی رفتار سے مندر کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس کا دل اس خیال سے کانپ رہا تھا کہ اگر اسے دیر ہوگئی تو کیا ہوگا ـــ وہ ارمان کو شارا سمجھ کر ہلاک کردیں گے۔

رتھ کے رُکنے سے پہلے ہی احسن چھلانگ لگا کر کود گیا۔ وہ بے تحاشہ بھاگتا ہوا مندر کا زینہ چڑھ کر اس کے کمرے کی سمت بھاگا جہاں ارمان بند تھی۔ اس کی ننگی خون آلود تلوار ہاتھ میں تھی لیکن اندر بالکل سناٹا تھا۔ اکّا دُکّا خوفزدہ پجاری احسن کو دیکھ کر ایک سمت ہٹ گئے۔ کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ دم بخود رہ گیا۔ دروازے پر کئی سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر اس کی نظر ماگو پر پڑی جو دروازے کے عین سامنے پڑا ہوا تھا وہ بیحد زخمی تھا لیکن احسن کو دیکھ کر اس نے اُٹھنے کی کوشش کی۔

"شارا ـــ شارا کہاں ہے ماگو؟"

"وہ اُسے لے گئے سردار اتھابل ـــ میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ تعداد میں زیادہ تھے ـــ مولک کے پجاری شارا کو لے گئے" ـــ

"مولک کے پجاری؟" احسن نے غصّے میں پوچھا۔

"ہاں سردار —— اور وہ آج رات اُسے آتشکدہ میں قربان کردیں گے" —— ماگو نے بتلایا۔ "وہ کہہ رہے تھے اب کارتیز کو تباہی سے بچانے کے لیے تانت کی بڑی پجارن کی قربانی ضروری ہے۔"

احسن کا سر چکرانے لگا —— اس نے ارمان سے وعدہ کیا تھا —— اور وہ اُسے لے گئے —— اب کیا ہوگا —— اب وہ کیا کرے ——

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اس فاحشہ سے انتقام لوں گی" —— لناش نے اچانک ایک دروازے سے نکلتے ہوئے کہا —— "اب اُسے بھول جاؤ، سردار اتھابل۔"

"اوہ —— تو تم نے اُسے قربانی کے لیے ان کے حوالے کیا ہے؟" اتھابل گرجا۔

"ہاں، میں نے" —— لناش نے بلاجھجک جواب دیا۔ "میں نے پجاریوں کو تبلایا کہ مولک کو خوش کرنے کا صرف یہی طریقہ ہے —— اگر کارتیز کو تباہی سے بچانا ہے تو شارا کی قربانی ضروری ہے —— اور اب تم اُسے نہیں بچاسکتے اتھابل —— شارا کو اب مولک کی تحویل میں سے کوئی نہیں بچاسکتا۔"

احسن نے اس حاسد عورت کی طرف دیکھا جو بڑے اطمینان سے مسکرا رہی تھی ——

⭘

احسن نے جھپٹ کر لناش کو پکڑ لیا۔ وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے لناش کی گردن دبائی —— لناش کے حلق سے نکلنے والی چیخ حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔

"میں تجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کردوں گا ذلیل عورت" —— احسن نے غصے میں کانپتے ہوئے کہا —— لیکن پھر اچانک اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

"تم مجھے قتل کردو —— ڈرتے کیوں ہو؟" لناش نے چیخ کر کہا —— "تم جیسے شوہر سے اور کیا امید کی جاسکتی ہے، بے وفا اتھابل —— تم میرے شوہر ہو —— رومن سپاہیوں کے ہاتھوں سے قتل ہونے سے بہتر ہے کہ تم خود مجھے مار ڈالو —— کارتیز کی تباہی کو اب کوئی نہیں روک سکتا —— لیکن مجھے خوشی ہے کہ وہ حرافہ شارا بھی اب نہیں بچ سکے گی۔"

"بیوقوف عورت" —— احسن چلّایا —— "تجھے کچھ پتہ نہیں شارا تجھے پہلے ہی شکست دے چکی ہے —— اور اسی طرح تیرا بے وفا شوہر تجھے چھوڑ کر شارا کے ساتھ فرار ہوچکا ہے —— اس کی روح نے میرے جسم پر قبضہ کرلیا ہے —— میں اتھابل نہیں ہوں لناش —— میں اتھابل نہیں ہوں —— شارا نے اتھابل کے جسم میں میری رُوح قید کردی ہے۔"

اچانک اس نے لناش کا چہرہ سفید پڑتے دیکھا —— وہ حیرت زدہ ہوکر احسن کو گھورنے لگی —— اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور جسم کانپ رہا تھا۔

"میں —— پہلے ہی محسوس کر رہی تھی کہ تم کچھ بدلے بدلے سے ہو" وہ اچانک چلّائی۔ "تو یہ سچ ہے —— شارا اپنے عمل کے ذریعہ میرے شوہر کو لے کر مستقبل میں فرار ہوگئی —— اتھابل مجھے دغا دے گیا" —— غصے سے اس کا چہرہ سرخ تھا اور وہ تھرتھر کانپ رہی تھی۔

"اوہ شارا —— مولک تجھے تباہ کرے" —— لناش غصے میں دیوانہ وار چیخی —— "اُس نے دیوتاؤں کا خفیہ عمل ایک ناپاک مقصد کے لیے استعمال کیا ہے —— اسے تباہ کردے مولک —— وہ میرے شوہر کو لے کر فرار ہوگئی —— اور ہم سب کو کارتیز کے ساتھ تباہ ہونے کے لیے چھوڑ گئی —— وہ اتھابل کے ساتھ دادِ عیش دیتی رہے گی —— اور میں —— میں ——"

"اوہ لناش ——" احسن نے اُسے بُری طرح جھنجھوڑ ڈالا۔ "کیا تم اتھابل اور شارا کو واپس نہیں بُلا سکتی —— کیا تم اس عمل کو نہیں جانتی ہو جس کے ذریعہ روحیں ایک دور سے دوسرے دور میں سفر کرتی ہیں؟"

"ٹھہرو" —— لناش نے اچانک سوچتے ہوئے کہا —— "مجھے یاد آیا —— یہ عمل ہم دونوں نے مولک کے بڑے پجاری سے سیکھا تھا —— وہ بڑا دانشمند تھا —— اور مرنے سے پہلے ایک دن اس نے ہم دونوں کو یہ عمل سکھایا تھا —— وہ ہمارا استاد تھا —— اور اس نے یہ عمل قدیم مصر کے کسی بزرگ سے سیکھا تھا —— لیکن اس نے کہا تھا کہ یہ عمل بڑا پُرخطر ہے اور اسے سوائے چند لوگوں کے اور کسی نے آزمانے کی کوشش نہیں کی ہے —— ہاں اس کے ذریعہ کسی کو بھی مجبور کیا جاسکتا ہے کہ اس کی روح جسم کو چھوڑ دے اور پھر اس کے جسم پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔"

"اوہ تو تم اس عمل کو جانتی ہو لناش؟" احسن نے خوش ہوکر کہا —— "تب تم کیوں ہمیں اتھابل اور شارا کو ہمارے جسم چھوڑنے پر مجبور کرتی ہو —— تم کوشش کرو —— میں اور ارمان دونوں اپنے جسموں میں جانے کے لیے بیتاب ہیں —— تم شارا کو واپس اس کے جسم میں بلالو تو اُسے پجاری قربان کردیں گے۔"

"ہاں —— لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ میں شارا کے کمرے میں پہنچ سکوں —— لیکن یہ ناممکن ہے —— مولک کے پجاری اب کسی کو شارا کے قریب نہ جانے دیں گے۔"

"آؤ —— میں دیکھتا کہ ہمیں شارا کے پاس جانے سے

کون روکتا ہے؟" احسن نے کہا۔

وہ بھاگتے ہوئے رتھ کے قریب پہنچے ۔۔۔ رات کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ احسن نے سہارا دے کر لناش کو رتھ پر سوار کیا اور رتھ بان کو تیز رفتاری سے مولک کے مندر چلنے کا حکم دیا ۔۔۔ تاریک سڑک پر کارتیز کے باشندے بدحواسی کے عالم میں جان بچانے کے لیے بھاگ رہے تھے ۔۔۔ مندر کا راستہ بندرگاہ کی فصیل کے قریب سے گزرتا تھا۔ جب وہ ادھر سے گزرے تو رومن فوجیں ایک بار پھر فصیل کو توڑنے کے لیے حملہ کر چکی تھیں۔ گھمسان کی جنگ جاری تھی۔

"ایسا لگتا ہے کہ یہ کارتیز کی آخری رات ہے۔" لناش نے کہا ۔۔۔ "لیکن اگر میں اپنے عمل میں کامیاب ہو گئی تو اتقابل اور شارا بھی میرے ہی ساتھ رومن فوجوں کا شکار نہیں گی ۔۔۔ اور میری خواہش صرف اتنی سی ہے کہ میں ان دونوں کو اپنے سامنے ہلاک ہوتے دیکھ سکوں۔" اس نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا ۔۔۔

"اوہ ۔۔۔ تیز چلو ادریس ۔۔۔ پجاریوں نے قربانی کے گیت گانا شروع کر دیئے ہیں۔" لناش نے حبشی غلام سے کہا۔

مندر قریب ہی تھا اور احسن بھی پجاریوں کے گیت کی آواز صاف سن رہا تھا۔ بیک وقت سینکڑوں پجاری اور پجارنیں قربانی کے دعائیہ گیت گا رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ قربانی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں ۔۔۔ وقت بہت کم تھا ۔۔۔ احسن کا دل انجانے خوف سے اچھل رہا تھا۔

وسیع آتشکدہ سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے ۔۔۔ قربان گاہ کے گرد سینکڑوں پجاری عظیم مولک کے بت کے سامنے دعائیہ گیت گا رہے تھے ۔۔۔ سنکھ کی تیز آواز بار بار فضا میں گونج رہی تھی ۔۔۔ "مولک بال امن" ۔۔۔ کا فلک شگاف نعرہ بار بار فضا میں بلند ہو رہا تھا۔

"جلدی کرو" ۔۔۔ لناش نے احسن کا بازو پکڑ کر ایک سمت گھسیٹا۔ "وقت بالکل نہیں ہے۔"

سیاہ لبادوں میں لپٹے ہوئے پجاریوں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے وہ آگے بڑھے۔ ایک سمت لاتعداد معصوم بچے سفید ریشمی لباس پہنے ایک قطار میں بیٹھے تھے اور سہمی ہوئی نگاہوں سے بار بار آتشکدے کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کو پتہ ہو کہ کچھ دیر بعد انہیں اسی میں نذر آتش کر دیا جائے گا ۔۔۔ قربانی کے اس بہیمانہ تصور سے احسن کانپ اٹھا۔

لناش بڑی بے تابی کے ساتھ احسن کو لیے ہوئے مولک کے بت کے عقب میں بنے ہوئے کمرے کے بند دروازے کی سمت بڑھ رہی تھی۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک غیر معمولی دراز قد شخص جس کی کھوپڑی بالکل گنجی تھی اور جو ایک قیمتی سیاہ عبا میں ملبوس تھا باہر نکلا۔

"اوہ ۔۔۔" لناش نے سہم کر کہا۔ "بڑا پجاری خود یہاں موجود ہے۔" ۔۔۔

لناش نے جھک کر بڑے پجاری کو تعظیم دی۔ احسن نے اس کی تقلید کی۔

"آؤ ۔۔۔ سردار اتقابل ۔۔۔ اور اس کی بیوی لناش ۔۔۔ تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"ہم چند لمحوں کے لیے شارا سے ملنا چاہتے ہیں۔" لناش نے التجا آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں" ۔۔۔ بڑے پجاری کی گرجدار آواز گونجی۔ "یہ ناممکن ہے ۔۔۔ وہ اب مقدس مولک کی امانت ہو چکی ہے اور کوئی دوسرا اس کے قریب نہیں جا سکتا ۔۔۔ سوائے مولک کے پجاریوں کے ۔۔۔ اگر تم اس کے قریب گئے تو عظیم مولک کا قہر ہم سب پر نازل ہو گا۔"

"اگر تم نے ہمیں شارا سے نہیں ملنے دیا تو میں اپنے سپاہیوں کو محاذ سے واپس بلا لوں گا۔" احسن نے دھمکی دی۔

"تم ایسی جرأت کرو گے؟" اس نے قہر آلود نگاہوں سے احسن کو گھورتے ہوئے کہا۔ "سردار اتقابل ۔۔۔ ہم کو تمہارے اور شارا کے خفیہ تعلقات کا علم ہو چکا ہے۔ لیکن تم اب کچھ بھی کر لو ۔۔۔ شارا کو یہاں سے رہا نہیں کرا سکتے۔"

"ہم اسے رہا کرانے نہیں آئے ہیں بڑے پجاری۔" لناش نے التجا کی ۔۔۔ "کیا میں نے خود شارا کو آپ کے حوالے نہیں کیا؟ اور کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ میرے اور اتقابل کے درمیان حائل ہے میں اسے بچانے کی کوشش کروں گی؟"

"پھر تم کیا چاہتی ہو لناش؟"

"صرف ذرا دیر کے لیے شارا سے ملنا چاہتی ہوں ۔۔۔ آپ کو کوئی خدشہ ہو تو اس دروازے پر پہرہ لگا دیجیے ۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کمرے سے باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔"

بڑے پجاری نے ایک لمحہ تک غور کیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن میں صرف تم پر بھروسہ کر کے یہ اجازت دے رہا ہوں۔ لیکن اگر تم دونوں نے اسے لے جانے کی کوشش کی تو محافظ تم دونوں کو قتل کر دیں گے۔" اس نے مندر کے محافظوں کو آواز دے کر ہدایت کی۔ فوراً ہی بہت سے مسلح افراد دروازے کے سامنے جمع ہو گئے ۔۔۔ ایک پجاری نے دروازہ کھول کر لناش اور احسن کو اندر جانے کا راستہ دیا۔

ارمان نے اس طرح احسن کو دیکھا جیسے خواب دیکھ رہی ہو اور پھر بچوں کی طرح چیخ کر اس سے لپٹ گئی۔

"اوہ احسن —— وہ مجھے مولک کے آتشکدہ پر قربان کرنے جا رہے ہیں۔"

"ہمت سے کام لو ارمان —— گھبراؤ نہیں —— وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔" احسن نے اسے تسلی دی حالانکہ اسے خود اپنی بات پر بھروسہ نہ تھا۔

لناش نے دریچے سے جھانک کر باہر دیکھا —— پجاریوں اور پجارنوں کے دعائیہ گیت اب غیر معمولی طور پر تیز ہو گئے تھے۔ سنکھ کی آواز بار بار گونج رہی تھی۔

"جلدی کرو —— وہ قربانی کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں" —— لناش نے ارمان کی سمت دیکھتے ہوئے کہا —— ارمان سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ڈرو نہیں ارمان۔" احسن نے کہا۔ "لناش ہماری دوست ہے —— وہ ہمیں اپنے جسموں میں واپس بھیجنے کی کوشش کر رہی ہے —— اس کی ہدایت پر عمل کرو۔"

"یہاں میرے سامنے بیٹھ جاؤ۔" لناش نے ارمان کو حکم دیا۔ "میری آنکھوں میں دیکھو —— ڈرو نہیں مجھ پر اعتماد کرو —— میری آنکھوں میں دیکھو —— اپنا ذہن بالکل ڈھیلا چھوڑ دو —— نہیں مزاحمت نہ کرو —— اپنے ذہن کو مکمل طور پر میرے سپرد کر دو —— میں تم کو مستقبل میں تمہارے دور میں واپس بھیج رہی ہوں —— میں تم کو تمہارے جسم میں واپس بھیج رہی ہوں جس پر شارا کا قبضہ ہے" —— احسن نے لناش کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے ایک جھٹکا سا لگا جیسے بجلی کے ننگے تار کو چھو لیا ہو —— لناش کی پتلیاں کسی انگارے کی طرح روشن تھیں —— ان سے تیز روشنی خارج ہو رہی تھی اور ارمان پر جیسے مدہوشی طاری ہو رہی ہو —— لناش زیر لب کچھ پڑھ رہی تھی —— آہستہ آہستہ ارمان کا جسم ڈھیلا پڑتا جا رہا تھا۔ جیسے اسے ہپناٹائز کیا جا رہا ہو —— اور پھر اچانک ارمان کے جسم کو جھٹکے سے لگنے لگے —— وہ کانپ رہی تھی۔

کھڑکی سے باہر شور اب انتہائی تیز ہو چکا تھا اور پجاریوں نے ایک عجیب سا غنائیہ گیت شروع کر دیا تھا۔ احسن نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ آتشکدہ کے چبوترے پر کھڑے ہوئے بڑے پجاری نے ایک چھوٹے سے بچے کو ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا جس کا سفید لباس ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ آتشکدہ سے بلند ہونے والے شعلے مولک کے بت کو بوسہ دے رہے تھے۔

"او عظیم مولک —— تو ہماری قربانی قبول کر لے —— کارتیز کو تباہی سے بچا لے —— او عظیم مولک" ——

اور پھر بڑے پجاری نے اچانک بچے کو بلند ہوتے شعلوں کے حوالے کر دیا —— آتشکدہ میں ایک لمحہ کے لئے شعلے تیز ہوئے اور پھر ہر سمت انسانی گوشت جلنے کی تیز بو پھیل گئی —— تمام پجاریوں نے ایک فلک شگاف نعرہ لگایا —— قربانی دی جا چکی تھی۔ احسن جلدی سے کھڑکی کے سامنے سے ہٹ گیا۔ خوف اور غصے سے اس کا جسم کانپ رہا تھا —— یہ بربریت اس کے لیے ناقابل برداشت تھی ——

ارمان کا پورا جسم تھرتھرا رہا تھا، جیسے اس کو کوئی جھنجھوڑ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں بالکل بے نور معلوم دے رہی تھیں —— اچانک لناش چلائی —— "وہ شدید مزاحمت کر رہی ہے —— وہ چڑیل شارا تمہارا جسم نہیں چھوڑ رہی ہے۔"

احسن نے دیکھا کہ لناش کا جسم پسینے سے تر تھا —— اس کا باریک لباس جسم سے اس طرح چپک گیا تھا کہ جیسے جسم ہی کا حصہ ہو اور اس حالت میں وہ بالکل عریاں نظر آ رہی تھی —— اچانک لناش ایک جھٹکے کے ساتھ لڑکھڑائی۔

"آہ —— وہ بہت طاقتور ہے —— میں شارا کو شکست نہیں دے سکتی۔" لناش بے بسی کے عالم میں کراہی۔

ارمان ایک دم چلائی ——

"احسن —— احسن —— میں اپنے کمرے میں ہوں —— میرا جسم بالکل سامنے ہے —— لیکن میں اور قریب نہیں جا سکتی —— نہیں جا سکتی ——" اس کے لبوں سے سسکیاں نکل رہی تھیں —— اور پھر وہ بھی بے ہوش ہو کر لڑھک گئی ——

"عظیم مولک —— ہماری قربانی قبول کر۔ کارتیز کو تباہی سے بچا لے —— عظیم مولک —— مقدس دیوتا —— ہماری قربانی قبول کر لے ——"

باہر قربانیوں کا سلسلہ جاری تھا —— پورا مندر دعائیہ گیتوں سے گونج رہا تھا —— قربانیاں دی جا رہی تھیں —— ننھے بچوں کا جسم آتشکدے کی آگ میں لکڑیوں کی طرح جل رہا تھا —— گوشت جلنے کی بو اب ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔

"مجھے افسوس ہے" —— لناش نے نڈھال لہجے میں کہا "شارا مجھ سے زیادہ طاقتور ہے —— میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

"تم پھر کوشش کرو لناش۔" احسن نے التجا کی۔

"بیکار ہے" —— لناش نے مایوس لہجے میں کہا —— "اس کی قوت مجھ سے بہت زیادہ ہے۔"

"شارا کو بھی ابتدا میں بڑی دشواری ہوئی تھی"۔ احسن نے یاد کرتے ہوئے کہا —— "وہ بار بار کہہ رہی تھی اقابل جلدی کرو —— یہ شخص مزاحمت کر رہا ہے اور میرے جسم پر بھی اقابل آسانی سے قبضہ نہیں کر سکا تھا —— تم ایک بار پھر کوشش کرو لناش۔"

"لیکن"۔۔۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ ہم سب یہاں تباہ ہو جائیں اور شارا اتھابل کے ساتھ تمام زندگی عیش کرتی رہے؟" احسن نے غصّے میں پوچھا۔

"نہیں"۔۔۔ لناش اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ "ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی"۔۔۔ وہ ایک لمحہ سوچتی رہی، پھر ایک دم احسن کی طرف مڑی۔۔۔

"سنو۔۔۔ صرف ایک طریقہ ہے جس سے شارا کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔۔۔ میں شارا کو شکست نہیں دے سکی کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ قوتیں رکھتی ہے۔۔۔ لیکن میں تم کو آسانی سے واپس بھیج سکتی ہوں۔۔۔ اتھابل میری قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

"نہیں"۔۔۔ احسن نے فوراً کہا۔ "مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے۔۔۔ تم ارمان کو واپس بھیجنے کی کوشش کرو، ورنہ وہ کچھ دیر بعد اُسے قربان کر دیں گے۔۔۔ اس لئے اس کا فوراً جانا ضروری ہے۔"

"اوہ۔۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں۔۔۔" لناش نے کہا۔ "شارا کی قوتیں مجھ سے بہت زیادہ ہیں۔۔۔ لیکن اگر تم اپنے جسم میں واپس پہنچ گئے تو اُسے یقیناً صدمہ پہنچے گا۔۔۔ اس کی سازش ناکام ہو جائے گی۔۔۔ اور ممکن ہے ایسی حالت میں اس پر قابو پانا ممکن ہو جائے۔۔۔ پھر تم بھی وہاں پہنچ کر شاید کچھ مدد کر سکو۔"

"احسن"۔۔۔ ارمان نے التجا کی۔ "خدا کے لیے ضد نہ کرو۔۔۔ اگر لناش ناکام بھی رہی تو کم از کم تم تو اس عذاب سے نجات پاؤ گے۔"

"ناممکن۔۔۔ میں تم کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جا سکتا۔۔۔ نہ جانے کس لمحہ وہ تم کو لینے آجائیں۔"

"پلیز احسن۔۔۔ خدا کے لئے مان جاؤ۔۔۔ یہ ہمارے لئے آخری موقع ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے"۔۔۔ احسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "لیکن دیر نہ کرو۔"

"میری آنکھوں میں دیکھو"۔۔۔ لناش نے کہا۔ "ذہن کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دو۔۔۔ میرے حوالے کر دو۔۔۔"

اچانک اُسے ایک شدید جھٹکا سا لگا۔۔۔ اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔۔۔ اور وہ بدن کے بوجھ سے آزاد ہو کر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ کوئی زبردست قوت اُسے آگے دھکیل رہی تھی۔۔۔ وہ وقت سے زیادہ رفتار کے ساتھ مستقبل کی سمت سفر کر رہا تھا۔۔۔ اور پھر آہستہ آہستہ اُسے اپنا جانا پہچانا ماحول نظر آنے لگا۔۔۔ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن ہر چیز کو محسوس کر رہا تھا اور پھر اُسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے وجود اپنے جسم کے سامنے کھڑا ہے جس پر اتھابل کا قبضہ تھا۔۔۔ کوئی قوت ۔۔۔ اسے بار بار اپنے جسم پر قبضہ کرنے کی تحریک کر رہی تھی۔

"شارا"۔۔۔ اتھابل خوف سے چلایا۔ "شارا۔۔۔ مدد کرو۔۔۔ وہ میرے جسم پر قبضہ کر رہا ہے۔۔۔ شارا۔۔۔"

دو دشمنوں کے درمیان شدید جنگ جاری تھی۔ ایک قبضہ کرنا چاہتا تھا اور دوسرا چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔۔۔ احسن کے ذہن میں بار بار لناش کا تیز حکم گونج رہا تھا۔ "آگے بڑھو۔۔۔ تمہارا جسم سامنے ہے۔۔۔ اس پر قبضہ کر لو۔۔۔ تمہارا مدمقابل کمزور ہے وہ مدافعت نہیں کر سکتا۔۔۔ جلدی کرو۔" لناش کی گرجدار آواز نے حکم دیا۔

اور پھر احسن کو محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے پورے جسم کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہو۔۔۔ جیسے وہ کسی زبردست بہتی قوت سے ٹکرا کر دور گرا ہو۔۔۔ چند لمحہ اس کو ہر چیز ساکت سی محسوس ہوئی۔ اس کے کانوں میں تیز سیٹیاں بج رہی تھیں۔۔۔ اور آہستہ آہستہ اسے اپنے وجود کا احساس ہونے لگا۔ بے وزنی کی کیفیت اب دور ہو چکی تھی۔

احسن نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔۔۔ اور پھر حیرت سے اچھل پڑا۔۔۔ وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ہر سمت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنے جسم میں واپس آ گیا تھا۔۔۔

اُس نے جلدی سے اُٹھ کر لائٹ آن کی۔۔۔ بے شک یہ اس کا اپنا جسم تھا اور وہ کار تیز کے تاریک دور سے نجات حاصل کر چکا تھا۔۔۔

"خدایا۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟" احسن کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

دروازہ جھٹکے کے ساتھ کھلا۔۔۔ ارمان کے جسم پر قابض شارا تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

"کیا بات ہے اتھابل۔۔۔ تم چلا کیوں رہے تھے؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔۔۔ اور پھر فوراً ہی چونک پڑی۔۔۔ "اوہ۔۔۔ تم۔۔۔ تم اتھابل نہیں ہو"۔۔۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔ "تم اپنے جسم میں واپس آ گئے۔۔۔ لیکن کیسے۔۔۔ کیسے؟" شارا نے سرگوشی کی۔

احسن نے اسے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گھورا۔

"تم کو شکست ہو چکی ہے شارا۔"

"آہ۔۔۔ لناش۔۔۔ یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔" شارا کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔ "اس عرافہ نے مجھے واپس بلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اور جب کامیاب نہ ہو سکی تو اس نے اتھابل کو واپس بلا لیا۔۔۔ آہ۔۔۔ اتھابل پھر کار تیز واپس پہنچ گیا۔۔۔ لیکن ٹھہرو میں اس عورت سے ایسا بھیانک انتقام لوں گی کہ وہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔"

اچانک اس نے احسن کی آنکھوں میں جھانکا ـــــ احسن کو ایک شدید دھچکا لگا اور اس کی نگاہیں شارا کی مقناطیسی نظروں سے چپک کر رہ گئیں۔

احسن نے اپنی تمام تر قوتِ ارادی کو بروئے کار لا کر سر کو جھٹکا دیا اور پھر جست لگا کر آگے بڑھا ـــــ شارا کے سر پر بندھے ہوئے ریشمی رومال کو ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے کھینچا اور اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر کسنا شروع کیا۔

"ارمان کے جسم کو چھوڑ دو شارا" ـــــ اس نے شارا کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا ـــــ "اپنے منحوس کارتیز میں واپس چلی جاؤ جہاں اتھابل تمہارا منتظر ہے ـــــ اگر تم نہیں مانو گی تو میں تم کو قتل کر دوں گا ـــــ ابھی اور یہیں تم ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاؤ گی۔" احسن نے غصے میں کانپتے ہوئے کہا۔

"نہیں" ـــــ شارا نے خوفزدہ اور گھٹی ہوئی آواز میں کہا "تم اس کی جرأت نہیں کر سکتے۔"

احسن نے اس کے گلے پر اپنی گرفت اور سخت کر دی۔ شارا کا جسم اس کی گرفت میں تڑپنے لگا ـــــ احسن غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک خیال تھا کہ اگر ارمان نہیں بچ سکتی تو اس چڑیل کو بھی زندہ نہیں رہنے دے گا۔

اچانک شارا نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھہرو ـــــ مجھے ہلاک نہ کرو ـــــ میں واپس جانے کو تیار ہوں۔"

"تو پھر دیر نہ کرو ـــــ ارمان کا جسم ابھی اسی لمحہ چھوڑ دو۔ ـــــ ورنہ خدا کی قسم" ـــــ اس نے ایک بار پھر اس کا گلا دبایا۔

اچانک شارا کا جسم بے حس ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گیا ـــــ احسن سمجھا شاید وہ کوئی چال چل رہی ہے ـــــ اس نے اپنی گرفت نرم نہیں کی ـــــ لیکن فوراً ہی اسے دوسرا خیال آیا ـــــ کہیں واقعی اس نے شارا کو ہلاک تو نہیں کر دیا ہے ـــــ؟ گھبرا کر احسن نے اُسے بستر پر لٹا دیا ـــــ خوف سے اس کا جسم پسینے میں تر ہو گیا ـــــ اگر یہ مر گئی تو پھر ارمان کبھی واپس نہ آ سکے گی۔

"میرے خدا ـــــ یہ میں نے کیا کر دیا؟" احسن نے گھبرا کر شارا کے بے حس جسم کو جھنجھوڑ ڈالا۔ لیکن اس میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

اور جب احسن بالکل ہی مایوس ہو کر اسے مردہ سمجھ چکا تھا تو اچانک اس نے ہلکی سی سرگوشی سنی۔ "احسن"

احسن اچھل پڑا ـــــ خوشی سے بے قابو ہو کر وہ ارمان کے جسم پر جھکا۔ ارمان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ایک کمزور سی مسکراہٹ لبوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ "احسن ـــــ میں واپس آ گئی ہوں۔"

"اوہ ارمان ـــــ ارمان ـــــ کیا واقعی یہ تم ہو ـــــ؟"

احسن نے اُسے بازوؤں میں بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ احسن ـــــ وہ بڑے اذیت ناک لمحے تھے" ارمان نے اس کے شانے سے لگ کر سسکیاں لیتے ہوئے کہا ـــــ "میں بالکل مایوس ہو گئی تھی ـــــ پھر اچانک اتھابل ـــــ اصلی اتھابل اپنے جسم میں واپس آ گیا ـــــ وہ غصے سے دیوانہ ہو رہا تھا اس نے نناش کو اتنا زدوکوب کیا کہ وہ نیم مردہ ہو گئی اور پھر وہ مجھ پر حملہ آور ہوا ـــــ اور اسی لمحہ مولک کے پجاری مجھے قربانی کے لیے لے جانے اندر داخل ہوئے ـــــ اور پھر اچانک مجھے کچھ ہوش نہ رہا ـــــ ایسا لگا جیسے ایک دم تاریکی چھا گئی ہو ـــــ اور ـــــ اور جب میں ہوش میں آئی تو یہاں تھی۔"

احسن نے اُسے محبت سے بھینچ لیا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے چند لمحے بھی دیر ہو جاتی تو تم کو قربان کر دیا جاتا ـــــ اور اب شارا"

"اوہ خدایا ـــــ اس ذکر کو ختم کرو ـــــ ہمیشہ کے لیے ـــــ اس منظر کے تصور سے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں" ـــــ ارمان نے کہا۔

"ہاں ارمان ـــــ میں خود حیران ہوں ـــــ یقین نہیں آتا کہ ہم صدیوں پرانے ماضی کے دور کا سفر کر کے واپس آئے ہیں۔"

اسی لمحہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"ارمان ـــــ یہ تم دونوں اتنی رات گئے کیا بحث کر رہے ہو؟"

پروفیسر شیرازی نے حیران نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا ـــــ "چند روز سے میں تم دونوں میں عجیب سی تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا تم کو کیا ہو گیا ہے۔"

"پاپا ـــــ اب میں اس منحوس جگہ پر ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ ہم دونوں کل صبح یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔" ارمان نے کہا۔

"روانہ ہو رہے ہیں؟ اتنی بڑی کامیابی کے بعد جبکہ ہم نے مولک کے تاریخی مندر کے آثار تلاش کر لیے ہیں ـــــ اور تمام دنیا کے ماہرین آثارِ قدیمہ اور صحافی یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"پروفیسر ـــــ ہم دونوں نے مولک کے مندر کو اتنی اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ اب جی بھر گیا ہے ـــــ ہم اس منحوس جگہ کو اب دوبارہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتے۔"

"نہ جانے تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے......" پروفیسر نے مسکرا کر کہا "خیر ـــــ خیر ـــــ تم اگر بضد ہو تو چلے جاؤ ـــــ میں سمجھتا ہوں۔"

لیکن وہ جانتے تھے کہ پروفیسر کبھی نہیں سمجھ سکتا ـــــ وہ کچھ اور ضرور سمجھ رہا تھا ـــــ